روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | ہفتہ ۲۴ - جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۱۲ - صلح ۱۳۷۰ ہش، ۱۲ - جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب جہانوں کیلئے رحمت سے فیض پائیں

"جسے خدا نے سب دنیا کی قوموں اور سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے سامنے جب تک تم دستِ سوال نہیں بڑھاتے جب تک اس سے فیض نہیں پاتے تم دنیا کو امن نہیں عطا کر سکتے۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کو ایک عالمگیر جہاد شروع کر دینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے۔ خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی۔ اگر اس بیماری کیلئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دُکھ نہ اٹھایا جاوے۔ بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہّار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو بہت کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں تو اس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اوّل جدید صـ۷)

"اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ موردِ غضبِ الٰہی ہو گا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہو گا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں، اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جائے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے؟ اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے؟ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے۔ وہ پرواہ نہیں کرتا"۔

(ملفوظات جلد اوّل جدید صـ۸)

اپنے وقت کو ضائع مت کرو

اقتباس از خطبہ عید الفطر فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو

"ہر ایک مہینہ جو چڑھتا ہے وہ انسان کی بہتری کے لئے آتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ نئے چاند کو دیکھ کر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہیں معلوم کہ آئندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہیں۔ پس جس قدر ہو سکے وہ خیر و نیکی کے بجا لاتے میں اور اعمالِ صالحہ کرنے میں دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اس کا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کے تاجر کو بڑی ہوشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اس کی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال ہے جو برف کی مثال ہے کہ اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اس کا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ میں ہے۔ ۶۴-۶۵ سال جب گزر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا۔ تو وہ گویا سب کے سب گھاٹے میں گئے۔ ہزاروں نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو اپنے بیگانے مرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے تم ان کو دفن کر کے آتے ہو اور یہ ایک کافی عبرت تمہارے واسطے وقت کی شناخت کرنے کی ہے۔ اور نیا چاند تمہیں سمجھاتا ہے کہ وقت گزر گیا ہے۔ اور تھوڑا باقی ہے۔ اب بھی کچھ کر لو۔ لمبی لمبی تقریریں اور وعظ کرنے کا ایک رواج ہو گیا ہے ورنہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے ایک

باقی صـ۸ پر

ضرورت اساتذہ

جامعہ احمدیہ ربوہ میں انگریزی پڑھانے کے لئے خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے تجربہ کار اساتذہ کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جو کم از کم بی۔ اے / بی ایس سی بی ایڈ ہوں۔ جملہ اسناد کی نقول کے ساتھ صدر یا امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ اپنی درخواستیں وکالت تعلیم تحریک جدید کو بھجوائیں۔ ریٹائرڈ احباب بھی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔

(وکیل التعلیم۔ ربوہ)

خدام توجہ فرمائیں

۱۔ ماہ جنوری ۹۱ء میں خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب "تحفہ قیصریہ" مقرر ہے۔ توجہ کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں۔

۲۔ پہلے سہ ماہی مقابلہ مضمون نویسی بعنوان "امانت"، کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ جنوری ۹۱ء ہے۔

۳۔ سالانہ مقالہ نویسی کا عنوان "سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حقوق العباد کی روشنی میں"، ہے۔ جس کی آخری تاریخ ۱۶ اگست ۹۱ء ہے۔ جو خدام اس میں حصہ لینے کے خواہش مند ہوں وہ مہتمم تعلیم سے رابطہ قائم کریں۔

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ

ضروری اعلان

نشتر میڈیکل کالج ملتان میں داخلہ لینے والے احمدی طلباء و طالبات فوری طور پر راہنمائی کے لئے نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲۔ صلح ۱۳۷۰ ہش ۱۲۔ جنوری ۱۹۹۱ء

معافی کی حقیقت

انسان چاہے کیسی ہی زندگی گزار رہا ہو اس کے دل میں یہ دگدگی ضرور ہوتی ہے کہ نہیں معلوم اس سے کوئی ایسی بات ہو گئی ہو جو خدا کو ناپسندیدہ ہو اور اس کے حق میں گناہ لکھا جائے۔ اور اسی لئے انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بخشش طلب کرتا رہے۔ بلکہ بخشش تو صرف گناہ کی معافی سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اس کے ذریعہ انسان نہ صرف ہو چکنے والے گناہوں کی معافی مانگتا ہے بلکہ آئندہ امکانی طور پہ ہونے والے گناہوں۔ اور کمزوریوں سے بھی بچنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زمانے تو در اصل دو ہی ہیں۔ ایک جو گزر چکا اور ایک جو آنے والا ہے۔ جسے ہم حال کہتے ہیں وہ زمانہ تو آنکھ جھپکتے ماضی بن جاتا ہے۔ اور اگر گزرے ہوئے زمانے کے گناہ معاف ہو سکیں اور آئندہ کے لئے گناہ سے بچا جا سکے تو اس سے زیادہ محفوظ زندگی اور کیا ہو سکتی ہے۔

لیکن ـــ اور یہ لیکن ـــ نہائت اہم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ معافی صحیح طریق پر مانگی جائے اور عزم صمیم کے ساتھ۔ آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کیا جائے کہ گناہ کے قریب نہیں جاؤنگا۔ اور خدا تعالیٰ سے نہ صرف معافی مانگی جائے بلکہ دعا بھی کی جائے کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ نیکی کی راہ پر گامزن رہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

”حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رو رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخر کار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدل دیا اور اب گناہ اسے بالطبع بُرا معلوم ہوگا۔ جیسے بھیڑ کو مَیلا کھاتے دیکھ کر کوئی دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھائے اسی طرح وہ انسان بھی گناہ نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا۔“

یہی معافی یا بخشش کی حقیقت ہے کہ اگر تو انسان گناہ کو دیکھ کر اس سے نفرت کرے اور اس کا ہرگز دل نہ چاہے کہ وہ اس سے سرزد ہو تو پھر تو اس کے گناہوں کی معافی ہو گئی اور اس کا دل بدل گیا لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو اس کو اپنی معافی پر غور کرنا چاہیئے۔

اُمن و اماں فساد کی ہونے لگا ہے نذر
بادل گھرے ہوئے ہیں ہر اک سمت جنگ کے

مولا تری پناہ کے طالب ہیں آج لوگ
انسان گشتہ ہیں سارے ارادے فرنگ کے

ابوالاقبال

○

میرے دل و نگاہ میں وہ یوں سما گئے
جب بھی اُٹھی نظر تو مَیں سمجھا وہ آ گئے

بیٹھا تھا ان کے ہجر کے غم میں بہت اُداس
آئے وہ لمحہ بھر کے لئے اور ہنسا گئے

جانے کو تھا تلافئ مافات کے لئے
لیکن زہے نصیب کہ وہ خود ہی آ گئے

”باتیں تمہاری بوئے وفا سے ہیں عطر بیز“
جاتے ہوئے مجھے وہ یہ مژدہ سُنا گئے

حل آج تک یہ عقدۂ مشکل نہ ہو سکا
مَیں ان میں کھو گیا کہ وہ مجھ میں سما گئے

سرکا نقاب چہرہ سے جب اُن کے ناگہاں
ارمان تھے جو دل میں وہ لب تک بھی آ گئے

ایسے بھی راہِ عشق و محبّت میں موڑ ہیں
اہلِ وفا بھی آ کے جہاں ڈگمگا گئے

ظاہر کیا جب ارض و سما نے کچھ انحراف
وسعت میں میرے دل کی وہ آ کر سما گئے

ہے موت اُن کی رہ میں بقائے دوام ما
کھویا جنھوں نے خود کو وہی ان کو پا گئے

محمد صدیق امرتسری

اگر آپ کو مطالعہ کا شوق ہے تو آپ ہمارے قارئین کو بھی اس میں شرکت کا موقعہ دیجے۔ ہر نئی کتاب جو آپ مطالعہ کرتے ہیں اس سے ہمارے قارئین کو متعارف کروائیے۔ اور اگر آپ اس کتاب کو زیادہ دیر تک اپنے شیلف پر نہ رکھ سکتے ہوں تو کسی لائبریری کو دے دیجے یا اخبار الفضل کے دفتر میں رکھوا دیجے۔ ——— (ادارہ الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضرت فضل عمر کے ایک خطبہ جمعہ کا اقتباس۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی صحابہ کرامؓ کے دوستانہ مقابلے کرایا کرتے تھے۔ جن میں تیر اندازی، اور دوسرے فنونِ حرب اور قوت و طاقت کے مظاہرے ہوتے تھے اور حدیث میں آتا ہے اس قسم کے کھیل آپ نے مسجد میں بھی کرائے اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا اگر دیکھنا چاہو تو میرے پیچھے کھڑی ہو کر کندھوں کے اوپر سے دیکھ لو۔ نادان کہتے ہیں یہ حدیث غلط ہے۔ کیونکہ اس سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہوتا ہے کہ آپؐ کھیل دیکھتے تھے۔ حالانکہ یہی وہ خوبی ہے جسے چھوڑ کر مسلمان آج تباہ ہو رہے ہیں۔ اسلام نے ہر وقت ہوشیار اور دشمن سے مقابلے کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی عورت کو بھی بزدلی سے بچانا چاہا ہے۔ ہندوستان میں مغلیہ حکومت کی تباہی میں عورت کی بزدلی اور مرد کے دل میں عورت کی بے جا محبت کا بہت دخل ہے غدر کے زمانے میں انگریزوں کے ہمدردوں نے جب دیکھا کہ باغی فوج نے ایک ایسے مقام پر توپیں رکھی ہیں جہاں سے صاف انگریزی فوجوں پر زد پڑتی ہے اور وہ تباہ ہو جائیں گے تو انہوں نے زینت محل کو جو بادشاہ کی چہیتی بیوی تھی۔ مگر اس خیال سے کہ میرا بیٹا تخت نشین ہو انگریزوں سے بھی ساز باز رکھتی تھی۔ گو اس وقت تخت اور بادشاہت برائے نام ہی تھی۔ مگر پھر بھی اسے خواہش تھی کہ میرا بیٹا اسے حاصل کرے۔ یہ پیغام بھیجا کہ اگر کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہو تو یہاں سے توپیں اٹھوا دو۔ کیونکہ وہ جگہ انگریزی فوجوں کے لئے نہایت خطرناک ہو سکتی تھی۔ اور خیال ہے کہ اگر وہاں سے توپیں ہٹائی نہ جاتیں تو شاید غدر کا نتیجہ بالکل الٹ ہوتا۔ زینت محل نے بادشاہ سے کہا کہ میرا دل تو گھٹتا ہے اور میں بے ہوش ہو جاؤں گی یا تو یہاں سے توپیں اٹھوا دو یا پہلے مجھے مار دو۔ بادشاہ نے اس کے کہنے پر توپیں وہاں سے ہٹوا دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو بادشاہ پر زینت محل کے اس بہانے کا اسی وجہ سے اثر ہوا کہ وہ جانتا تھا

یہ توپوں کی آوازیں سننے کی عادی نہیں اگر اس کے سامنے پہلے بھی توپیں چلتی رہی ہوتیں تو اس وقت وہ ہرگز یہ بہانہ نہ بنا سکتی۔ کیونکہ بادشاہ کہہ سکتا تھا کہ جب پہلے تم ان کی آوازیں سنتی رہی ہو تو آج کیوں بے ہوش ہو جاؤ گی۔ تو عورتوں کو دلیری کے کاموں سے الگ رکھنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ زینت محل نے بادشاہ کو دھوکا دے دیا۔ حضرت عائشہؓ کوئی جنگی منظر دیکھ کر ہرگز یہ نہ کہہ سکتی تھیں کہ میرا دل گھٹتا ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جنگی کرتب دکھاتے تھے۔ اور جنگ میں ہمیشہ کسی نہ کسی بیوی کو ساتھ رکھتے تھے۔ اس سے بعض نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سفر میں بیوی کو ساتھ رکھنا سنت ہے۔ بے شک ہے۔ مگر اس سے بڑی سنت یہ ہے کہ عورتوں کے اندر جرأت اور بہادری پیدا کی جائے کیونکہ جب تک ان میں بہادری نہ ہو کوئی قوم جیت نہیں سکتی۔ قومی ترقی میں سب سے بڑی روک عورت کی بزدلی ہی ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے گھر میں کوئی سیڑھی سے گر پڑا۔ میں اسے بچانے کے لئے کودنے لگا تو میری بیوی مجھے چمٹ گئی کہ ایسا نہ کرو آخر مجھے دھکا دے کر اسے پیچھے ہٹانا پڑا۔ بجائے اس کے کہ وہ یہ خیال کرتی کہ میرا خاوند اسی وقت محبت کے قابل ہو سکتا ہے جب اس کے دل میں جرأت اور بہادری ہو اس نے الٹا مجھے روکنا چاہا۔ پس ہماری جماعت کا فرض ہے کہ عورتوں کو دلیر بنائیں۔ صحابہؓ نے عورتوں کی بہادری سے بڑے بڑے فائدے اُٹھائے۔ جنگِ یرموک میں مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نازک موقعہ تھا۔ اس میں عیسائیوں کے لشکر کی تعداد ۶ سے ۱۰ لاکھ تک تھی مگر فوج کے پیچھے تمام انتظامات کرتا رہا اور اس نے اپنے لشکر کے کمانڈر سے جس کا نام غالباً ماہام تھا سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم کامیاب ہو گئے تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد ۶۰ ہزار تھی۔ اور ان کے میسرہ کو شکست ہو گئی۔ اول تو کسی وقت بھی پہلو کو شکست ہو تو بہت خطرہ ہوتا ہے کیونکہ دشمن گھیرا ڈال کر ساری فوج کو تباہ کر سکتا ہے مگر جس صورت میں فوج پہلے ہی قلیل ہو تو پھر اس کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اور دشمن ایک ایک آدمی چن کر قتل کر سکتا ہے۔ اگر خدا کی نصرت شاملِ حال نہ ہوتی تو اس دن ایک مسلمان کا بچنا بھی محال تھا۔ کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اور پھر بازو سے شکست ہو چکی تھی۔ اس وقت مسلمان عورتوں نے لشکر کو بچایا جو لوگ پیچھے ہٹے ان میں ابوسفیان بھی تھے۔ وہ اگرچہ بڑے بہادر تھے۔ اور اسلام میں بڑے بڑے کام کر چکے تھے۔ اور اعلیٰ درجہ کے جرنیل تھے۔ مگر جب باقی لشکر پیچھے ہٹا تو ان کو بھی ہٹنا پڑا اس وقت ان کی بیوی ہندہ جو مسلمانوں میں غضبناک نگاہوں سے دیکھی جاتی تھی۔ لکڑی ہاتھ میں لے کر آگے بڑھی اور اپنے خاوند کے گھوڑے پر مار کر کہنے لگی۔ تمہیں شرم نہیں آتی کفر کی حالت میں تو اسلام کا اس قدر مقابلہ اور اب اسلام کی حالت میں پیچھے بھاگتے ہو۔ ابوسفیان کی طبیعت با مذاق تھی۔ وہ یقیناً بہادر آدمی تھا صرف ساتھیوں کے پیچھے ہٹنے نے انہیں مجبور کر دیا تھا کہ پیچھے ہٹیں۔ لیکن جس وقت ہندہ نے یہ فقرہ کہا تو انہوں نے چیخ کر ساتھیوں کو پکارا اور کہا واپس آؤ۔ یہ بھاگنے کی موت اس موت سے بدتر ہے جو میدان جنگ میں آئے چنانچہ مسلمان پھر آگے بڑھے اور میدان مار لیا تو یہ عورت کا ایک فقرہ تھا جس نے جنگ کا نقشہ بدل دیا اور یہاں تک لکھا ہے کہ نصف گھنٹے تک عورتیں خود لڑتی رہیں۔ اور جو گیپ ہو گیا تھا۔ چوبیں قناتیں غرضیکہ جو کچھ کسی کے ہاتھ میں آیا لے کر اسکی حفاظت کرتی رہیں یہاں تک کہ مسلمانوں کا لشکر لوٹ کر واپس آگیا۔

ناظمین اطفال متوجہ ہوں

فہرست تجنید اور بجٹ جلد تیار کرکے مرکز میں ارسال کریں۔ مہتمم اطفال الاحمدیہ پاکستان

مولوی روشن دین

توکّل کا نقد پھل

خدا کے فضل و کرم سے احمدیت کے پھل بے حد شیریں ہیں۔ ان خوش ذائقہ اور شیریں پھلوں میں سے ایک ہمارے بزرگ متبحر عالم اور مستجاب الدعوات اور صوفی منش حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تھے۔ ان کی مجالس میں حاضری دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے جس سے از حد فائدہ اٹھانے کے مواقع نصیب ہوا کرتے تھے۔ ان کی مجالس سے معرفت کے عجیب و غریب نکات ملا کرتے تھے جو ایمان و علم میں زیادتی کا باعث بنتے رہے اور ان بزرگ اصحاب کی دعاؤں کی وجہ سے ہمیں کچھ خدمت کا موقعہ ملتا رہا۔

آمدم برسر مطلب۔ ایک دفعہ ابتدائی دنوں میں جبکہ انجمن احمدیہ قادیان کے دفاتر کی تنظیم ہو رہی تھی۔ یا ہو چکی تھی۔ جماعت کی مالی حالت بالکل کمزور تھی۔ ان دنوں میں حضرت مولانا موصوف کو مرکز سے تحریری اطلاع ملی۔ کہ آپ نے دہلی جانا ہے کیونکہ وہاں آپ کا لیکچر ہو گا۔ یہ حکم دیکھتے ہی حضرت مولانا اپنے گھر جو محلہ دارالرحمت قادیان میں تھا آگئے۔ اور اپنے گھر والوں کو کہہ دیا کہ میں مرکز کے ارشاد کے مطابق دہلی جا رہا ہوں۔ یہ اطلاع کرکے اپنا سامان لیا اور چلنے کو تیار کھڑے تھے تو ان کی بیگم صاحبہ نے عرض کی۔ گھر میں کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئی ہیں اس لئے۔ بچوں کے لئے کچھ راشن خرید کر سفر پر روانہ ہوں۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا۔ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ مگر میں مرکز کے ارشاد کے مطابق ابھی اپنے سفر پر روانہ ہو رہا ہوں۔ اتنی بات کہہ کر اپنا سامان اٹھایا۔ اور دروازے کی طرف بڑھے تو وہاں ایک آدمی کھڑا تھا۔ اس نے پہلی بات یہ کی۔ کہ مولوی صاحب۔ یہ سو روپے کی رقم بطور تحفہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ کیونکہ آپ کی دعا منظور ہو چکی ہے اور میرا کام بفضلہ مکمل ہو گیا ہے۔ تب حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں مرکز کے ارشاد کے ماتحت دہلی جا رہا ہوں۔ آپ ہی اس رقم سے حسب ضرورت سامان گھر پہنچا دیں۔ چنانچہ اس نے مولوی صاحب کے گھر والوں سے مشورہ کرکے حسبِ ضرورت سامان گھر پہنچا دیا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــ نون سین

روسی یہودی

سوویٹ یونین کے یہودی اب اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ شائد جرمنی انہیں اپنے ملک میں داخل ہو کر رہائش اختیار نہیں کرنے دے گا۔ وہ بار بار اپیلیں کرتے ہیں لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جرمن حکومت ان اپیلوں کی پروا نہیں کر رہی۔ یہ لوگ اس لئے بھی جرمنی میں رہائش اختیار کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں اس بات کا خطرہ ہے کہ سوویٹ یونین میں ان کے خلاف جذبات بھڑک رہے ہیں اور اس بات کا بہت زیادہ امکان ہے کہ ان کے جان و مال پر حملے کئے جائیں گے۔ اس وقت ۱۵۰، کے قریب یہودی روزانہ جرمنی میں داخل ہو رہے ہیں اس سے پہلے تین سو ہر ماہ داخل ہوتے تھے۔ سوشل ورکرز کہتے ہیں کہ ہم ان کے استقبال کے لئے تیرہ تیرہ گھنٹے روزانہ کام کر رہے ہیں۔ ان سوشل ورکرز کے مرکزی دفتر کا خیال ہے کہ برلن میں دسمبر کے آخری ہفتے میں ۲۵۰۰، سوویٹ یہودی جرمنی پہنچیں گے۔ جرمنی میں سوشل سروس کا کام کرنے والوں نے سوویٹ یونین سے آنے والوں کی رہائش کا انتظام کرنے کے لئے آرمی بیرکس کو مکانوں کی شکل دینی شروع کر دی ہے۔ بہت سے نئے آنے والے لوگ بسوں اور گاڑیوں کے سٹیشنوں پر اپنا وقت گزار رہے ہیں۔ سوشل سروسز نے حکومت سے اس بات کی استدعا کی ہے کہ وہ ۲۴، استقبال گھر جو مشرقی مغربی جرمنی کے متحد ہو جانے کے بعد بند کر دئے گئے تھے۔ انہیں کھول دیا جائے۔ وہاں پر ۲۲۳۰، لوگ کیمپوں میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن امیگریشن کے حکام کہتے ہیں کہ ۳۰۰۰۰ سوویٹ یہودی اپنے گھروں میں سامان پیک کر کے اس کے اوپر بیٹھے ہیں تا کہ جس وقت بھی جرمنی جانے کا موقعہ ملے وہ بلا تاخیر جرمنی کے لئے روانہ ہو جائیں جو لوگ وہاں سے آ رہے ہیں (کرسمس کے دوران) ان میں ایک اس طرح کوٹا مقرر ہو جانے سے دفتریت بھی راہ میں رکاوٹ بنے گی اس لئے جتنی جلدی جرمنی پہنچا جائے اتنا ہی اچھا ہے اسی خیال کے پیش نظر وہ فوری طور پر سوویٹ یونین چھوڑ کر جرمنی پہنچ گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نئے قانون نے فوری طور پر لوگوں پر اثر کیا ہے۔ یہ قانون کب بنے گا۔ اور کب لاگو ہو گا اس کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن یہ بات چونکہ پھیل گئی ہے اس لئے لوگ اب اس کے مطابق کوشش کرنے لگے ہیں کہ جتنی جلدی جرمنی آسکیں بہتر ہے۔ اس ڈاکٹر کو جو سوویٹ یونین میں سرجن تھے جرمنی میں اپنی پریکٹس کا فوری طور پر موقع نہیں مل سکے گا۔ کیونکہ ان کی ڈگریاں یہاں نہیں تسلیم کی جاتیں سوویٹ یونین سے روانہ ہونے کے وقت انہیں اس بات کا احساس تھا کہ جرمنی میں مکانات کا ملنا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے مناسب سمجھا کہ وہ جرمنی پہنچ جائیں برلن ہی صرف جرمنی کی ایک ایسی ریاست ہے جو مشرقی جرمنی کے اس فیصلے کی اپنے آپ کو پابند سمجھتی ہے کہ سوویٹ یہودیوں کو جرمنی میں آنے کی اجازت دی جانی چاہئیے۔ اگرچہ جنوری ۱۹۹۱ء میں یہ قانون بدل جائے گا۔ اور سارے جرمنی میں بیرونی لوگوں کے آنے کے لئے ایک ہی قانون لاگو ہو گا۔ بعض تجزیہ نگاروں کا یہ بھی خیال ہے کہ جونہی کوئی ایسا قانون منظور کیا گیا جس کے ذریعے سوویٹ یونین کے یہودیوں کو آنے میں مشکلات پیدا ہوئیں تو وہ صحیح راستے کی بجائے پچھلے دروازے سے آنا شروع ہو جائیں گے۔ کیونکہ جہاں تک روس میں ان کی رہائش کا تعلق ہے۔ یہ ہر قسم کی مشکلات سے زیادہ مشکل پیش کرنے والی بات ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی گزارنے کا سب سے آسان طریق یہی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح جرمنی پہنچ جائیں۔

ماسکو کے سرجن ہیں۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی اور بیٹی بھی ہے۔ انہوں نے یہ سن رکھا تھا کہ ۱۹۹۱ میں جرمنی کوٹہ مقرر کر دے گا جس کے ذریعے صرف ۲۰۰۰، یہودی ہر سال آسکیں گے۔ اور چونکہ

ٹیلیفون کی سہولت

ہم نے تو خیر کبھی یہاں سے بیرونی ممالک میں ٹیلیفون نہیں کیا کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ بات کرنا ہو تو خط لکھ دیتے ہیں یا شائد ایک آدھ دفعہ تار بھی دے دیا ہو لیکن فون کرنے کا تکلف کبھی نہیں کیا۔ ہم نے اسے تکلف کہہ دیا ہے سب کے لئے تو نہیں لیکن ہمارے لئے تو تکلف ہے۔ بہت سے دوستوں کے لئے تو یہ زندگی کی ایک ضرورت ہے۔ اور وہ اکثر فون کرتے رہتے ہیں یا انہیں باہر سے فون آتے رہتے ہیں۔ جو لوگ باہر گئے ہوئے ہیں انہیں اس بات کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں سے بات کر سکیں۔ لکھ کر نہیں زبانی بات یعنی ٹیلیفون پر۔ اس لئے چاہے انہیں کسی حد تک مشکل ہی پیش آئے وہ فون ضرور کرتے ہیں۔ گھر پر ٹیلیفون نہ ہو تو باہر کے ملک میں رہنے والے عزیز یا ایکسچینج پر بلائے گا۔ یا کسی دوسرے کے گھر اور اسی لئے پاکستان میں رہنے والوں کو اپنے بیرونی ممالک کے عزیزوں سے بات کرنے کے لئے اپنے گھر پر ٹیلیفون لگوانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر عام حالات میں انسان ٹیلیفون لگوائے تو شائد کافی وقت لگ جاتا ہو اس لئے ایک پاکستانی نے بیرون ملک سے شکایت کی کہ اس کے گھر ٹیلیفون نہیں لگ رہا۔ چنانچہ وفاقی محتسب نے اس شکایت کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کی سفارش کی کہ ٹیلیفون لگانے والی ایجنسی بیرونی ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں کو وقت کی مناسب رعایت دے تا کہ وہ بلا تردد اپنے پاکستانی رشتہ داروں سے گفتگو کر سکیں۔

دراصل یہ پاکستان میں رہنے والوں کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ بیرونی ملک میں رہنے والوں کی شائد بیرونی ممالک میں رہنے والوں کی کسی قدر زیادہ ہی ہو لیکن اس معاملے پر نظر ثانی کرنے والی ایجنسی نے اپیل دائر کر دی کہ ترجیحی فہرست میں اضافہ کیا گیا تو یہ دیگر افراد کے لئے خاصی مشکلات کا باعث ہو گا یہ بھی بتایا گیا کہ اگر اپنی باری سے ہٹ کر ٹیلیفون لینا ہو تو بیرونی ممالک میں بسنے والے لوگ ۲۰، ہزار روپیہ ادا کر کے ٹیلیفون جلد ہی لگوا سکتے ہیں۔ محکمے سے (یا ایجنسی سے) کہا گیا کہ وہ اس معاملے کی زیادہ چھان بین کے لئے بعض سوالات کے جواب دیں۔ لیکن محکمے نے سوالات کے جواب دینے کی بجائے اس معاملے کو وزارت مواصلات کے سپرد کر دیا۔ اور انہوں نے ایسا اس لئے کیا کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سلسلے میں ہدایات دینے والی اتھارٹی یہی وزارت ہے۔ آخرکار فیصلہ یہ ہوا کہ ترجیح نمبر ۵ بیرونی ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں کو دے دی جائے۔ لیکن اس کے لئے جو شرط رکھی گئی وہ یہ تھی کہ وہ شخص بیرونی ملک میں رہنے کے باوجود پاکستانی قومیت کا حامل ہو اور اپنی درخواست کے ساتھ ڈویژنل انجینئر فونز کو بینک کا ایک سرٹیفکیٹ مہیا کرے کہ وہ ہر سال ایک لاکھ روپیہ پاکستان بھیجتا ہے اور ایسا اس نے کم از کم گذشتہ تین سال تک کیا ہو۔ وفاقی محتسب نے کہا ہے کہ دوسری شرط پر دوبارہ غور کیا جانا چاہیئے۔ جو پاکستانی بیرونی ممالک میں رہتے ہیں ان میں سے وہ لوگ جو تین سال سے زیادہ عرصہ سے وہاں رہ رہے ہیں وہ تو اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں گے لیکن جنہیں اس سے کم عرصہ ہوا ہے یا جو اب باہر جا رہے ہیں انہیں یہ سہولت میسر نہ آسکے گی جب تک کہ وہ اس ملک میں اپنے تین سال مکمل نہ کر لیں۔

محتسب نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ صرف وہ لوگ جو بہت اچھی کمائی کر رہے ہوں گے وہی اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مزدور طبقہ جس کی تعداد بیرونی ممالک میں زیادہ ہے وہ ان لوگوں میں شامل نہیں ہو سکتے جو ہر سال ایک لاکھ روپیہ پاکستان بھیجتے ہوں۔ جسٹس اسلم ریاض حسین (محتسب) نے اس بات کی سفارش کی ہے کہ یا تو اس شرط کو بالکل اڑا دیا جائے یا یہ شرط یوں مقرر کی جائے کہ اس نے اپنے بیرون ملک کے قیام کے دوران سارے عرصے میں کم از کم ایک لاکھ روپیہ پاکستان بھیجا ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ جسٹس اسلم ریاض حسین صاحب کی بات مان لی جانی چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ ٹیلیفون کی ضرورت تو ہر شخص کو ہے اور ہر شخص جو اس قابل ہے کہ ٹیلیفون کا بل ادا کر سکے اسے ٹیلیفون کی سہولت ملنی چاہیئے۔ یہ کہ وہ کتنی رقم بھیجتا ہے اس سے ٹیلیفون والوں کو کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو ان کی دوسری بات مان لی جائے اور وہ یہ ہے کہ جس شخص نے وہاں جتنا بھی عرصہ گزارا ہے اگر اس عرصہ میں ایک لاکھ روپیہ بھیجا ہے تو اس کے گھر والوں کو

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر مرزا طارق احمد

گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

یہ تو تھا ایک طویل جملہ معترضہ جسے عین ممکن ہے، ایڈیٹر صاحب قلم زد ہی کر ڈالیں (واقعی قلم زد کر دیا گیا) جو بات (یا خبر) اس مضمون کے لکھنے کا محرک بنی وہ روزنامہ الفضل کی ۲۶ دسمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں کالم "غیر ملکی خبریں" میں چھپنے والی ایک خبر ہے جو کہ کچھ یوں ہے کہ "نیا سال سنہ ۱۹۹۱ء ایک سیکنڈ کی تاخیر سے شروع ہوگا"

پہلے تو راقم الحروف کو ان غیر ملکی ماہرین پہ رشک آیا کہ کتنی (ACCURACY) (جس کا قریب ترین ترجمہ درستگی بنتا ہے) کے ساتھ انہوں نے یہ حساب لگایا اور کس طرح وہ افلاک کے چکر اور مہر و ماہ کی ہر ہر گردش پہ ہر لحظہ اپنی نظر کی گرفت رکھتے ہیں مگر ساتھ ہی اس بات سے بہت محظوظ ہوا کہ محض اس وجہ سے کہ یہ خبر بیرون ملک سے آئی ہے اسے "غیر ملکی خبروں" کے خانے میں ڈال دیا گیا اور یوں اس میں ایک دلچسپ گہرائی پیدا ہوگئی (کم از کم میری نظر میں!) اور وہ یوں کہ ہم پاکستانیوں کے لئے تو ایک منٹ بلکہ ایک گھنٹہ اور ایک دن بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا یہ تو محض ایک سیکنڈ کی تاخیر ہے لہٰذا اسے مقامی خبر ہرگز نہ سمجھا جائے (اور سمجھا بھی جائے تو زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں) ہمارے ہاں تو سالوں بلکہ صدیوں کی بھی کوئی اہمیت نہیں۔ سال آئے اور سال گذر گئے صدی آئی اور صدی گذر بھی گئی مگر من حیث القوم اس قوم کے کان پہ جوں تک نہیں رینگی۔ اس لئے ہر لحاظ سے اس خبر کو "غیر ملکی" خبروں کے کالم میں ہی ہونا چاہیئے تھا۔

جب بھی میں ریڈیو یا ٹی وی پہ خبروں سے پہلے "پاکستان کا معیاری وقت" سنتا یا لکھا دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ کیا واقعی پاکستان کا وقت "معیاری" ہے؟۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی بعض مصنوعات مثلاً اونی کپڑا، کھیلوں اور جراحی کا سامان وغیرہ واقعی معیاری ہیں اور اندرون و بیرون ملک ہر جگہ ان کی یکساں مانگ ہے مگر سوچنے کی بات ہے کہ پاکستان کا وقت "معیاری" ہونے کے باوجود کیوں بے قدری کا شکار رہے۔ ہم میں سے کتنے ہوں گے جن کی نظر میں اس ایک سیکنڈ کی تاخیر کی کوئی اہمیت ہوگی۔

یہ تو انہی ماہرین کے لئے اہمیت رکھتا ہوگا جنہوں نے اس کا پتہ چلایا ہوگا۔ جن کے لئے ایک ایک سیکنڈ بلکہ سیکنڈ کے ہزارویں حصے تک اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک ایٹمی تجربہ جو کمپیوٹر نے کیلنڈر کی رو سے ۱۹۹۱ء کے پہلے سیکنڈ میں سرانجام دینا تھا۔ وہ اب اس ایک سیکنڈ کی تاخیر کی وجہ سے ۱۹۹۰ء کا تجربہ شمار ہوگا۔ کسی نئے دریافت ہونے والے ستارے کی روشنی جو پہلی بار ۱۹۹۱ء کے پہلے سیکنڈ میں زمین پہ پہنچنے والی تھی وہ اب اس ایک سیکنڈ کی تاخیر کے باعث ۱۹۹۰ء میں ہی پہنچ جائے گی۔ شاید کسی خلائی سٹیشن میں قائم لیبارٹری کو جو ٹارگٹ ۱۹۹۱ء کے لئے دیا گیا ہو وہ اس ایک سیکنڈ کی تاخیر کی وجہ سے ۱۹۹۰ء میں ہی ممکن ہوگیا ہو اگر وہ اس میں ایک سیکنڈ لیٹ ہو چکی تھی۔

فلکیات کے مضمون سے میرا اس قدر ہی تعلق ہے کہ شعراء کرام کے فلک، چاند ستاروں اور آفتاب پہ کہے گئے چند اشعار زبانی یاد ہیں! ماہرینِ فلکیات نے اس ایک فالتو سیکنڈ کو کس طرح ایڈجسٹ ADJUST کرنا ہے۔ یہ وہ ہی جانتے ہوں گے۔ اور انٹرنیشنل ٹائم اور کیلنڈر کو برقرار رکھتے ہوئے اس ایک سیکنڈ کا کیا کیا جائے ان کا ہی دردِ سر ہوگا۔ پہلے ہی ہر چار سال بعد ان کے لئے چوبیس (۲۴) گھنٹے فالتو نکل آتے تھے جس کا حل انہوں نے یوں نکالا کہ فروری کے مہینے میں ہر چار سال بعد ایک دن اضافی رکھ دیا۔ گویا پہلے ہی فی سال (۶) چھ گھنٹے فالتو نکل آتے ہیں اور سو سال میں پچیس ۲۵ دن!۔ اب وہ سوچ رہے ہوں گے کہ آئندہ کتنے سالوں یا صدیوں بعد اسی طرح مزید ایک سیکنڈ ہمارے پاس کم یا زیادہ نکلا کرے گا اور ہم کس طرح سے اسے اپنایا کریں گے۔ رہے ہم ایشیائی اور خصوصاً پاکستانی لوگ تو یہ ہمارا روگ نہیں۔ ہم تو وہ بے فکرے لوگ ہیں جو اگر کہہ دیں کہ "بس ایک منٹ" تو اس سے مراد آدھا گھنٹہ اور اگر کہہ دیں کہ "بس ایک گھنٹہ" تو اس سے مراد دس گھنٹے ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں خواہ کسی بارات کی آمد ہو یا سینیٹ کے خصوصی اجلاس کا آغاز، سبھی کام تاخیر اور سست رفتاری سے ہوتے ہیں۔ ہماری ٹرینوں کی تاخیر تو ایک محاورہ بن چکی ہے۔ ٹرینوں کی تو بات ہی کیا آج ۴۳ سال گزرنے کے بعد اس معمے کو حل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ قائداعظم پاکستان میں کس قسم کا نظام چاہتے تھے۔ اسی طرح ۱۹۴۸ء کی مجلس قانون ساز کے اراکین کے "احتساب" کا مطالبہ بھی ۱۹۹۰ء میں کیا جا رہا ہے! ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے!

بین الاقوامی سطح پر ہم ہر ہفتے پوری دنیا سے دو دن تک منقطع رہ کر لیٹ LATE ہو جاتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جمعہ کے دن جبکہ دیگر ممالک میں (خصوصاً مغربی ممالک جو ہمارے مائی باپ بنے ہوئے ہیں) کام کا دن ہوتا ہے ہم لوگ چھٹی کرتے ہیں اور اتوار کے دن جب ہم کام کرنا چاہتے ہیں تو باقی دنیا آرام کر رہی ہوتی ہے۔ اس طرح دو دن ہم CUT OFF رہ کر ضائع کر دیتے ہیں۔ بلکہ تین دن۔ کیونکہ بعض ممالک میں ہفتہ اتوار دو دن تعطیل ہوتی ہے۔

قارئین، زمین ہر ثانیے میں خلا میں تقریباً بیس ۲۰ میل کا سفر طے کر رہی ہے اور ہمارا پورا نظام شمسی سورج سمیت ایک انجانی سمت رواں دواں ہے۔ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے اور اس کا ہر لمحہ گزر جانے کے بعد پھر کبھی واپس نہیں آتا۔ ہر لمحہ مہ و سال میں اضافہ کرتے ہوئے ہمیں اپنے انجام سے قریب تر کر دیتا ہے۔ لوگ عمر بڑھنے کا ذکر کرتے ہیں درحقیقت گردش افلاک کا ہر چکر عمر عزیز میں کمی کر رہا ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر نے کہا تھا ؎

کرتا ہے ہر اک آن یہ گھڑیال منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

ایسے میں ہم ضیاعِ وقت کی عیاشی کے کیسے متحمل ہو سکتے ہیں۔ مشہور مصنف اور ماہر نفسیات ڈیل کارنیگی ایک جگہ لکھتا ہے کہ "فطرت انسانی کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہم سب زندگی کو ملتوی کرتے ہیں" (زندگی کو ملتوی کرنا۔ کیا خوب اصطلاح ہے) سٹیفن لی کاک نے لکھا۔

"ہماری زندگی کا چھوٹا سا جلوس بھی عجیب ہی ہے۔ بچہ کہتا ہے جب میں بڑا ہو جاؤں گا۔ لیکن جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے جب میں بالغ ہو جاؤں گا۔ بالغ لڑکا کہتا ہے جب میری شادی ہو جائے گی۔ لیکن شادی ہونے پر بھی کیا ہوتا ہے۔ وہ سوچتا ہے جب میں اور بڑا ہو جاؤں گا اور جب بڑھاپا آتا ہے تو اس وقت انسان سوچتا ہے کہ سب کچھ کہیں کھو چکا ہے۔ وہ اپنے گذرے ہوئے ادوار پر ایک نظر ڈالتا ہے تو وہ سب ایک گہرے دھندلکے میں ڈوبے ہوئے لگتے ہیں۔ اسے احساس زیاں آستاتا ہے لیکن اب کیا ہو سکتا ہے ہمیں بڑی دیر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ ہم سے زندہ رہنے کی طلب کرتا ہے۔"

جو افراد اور قومیں زندگی کے ہر لمحے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وقت کے نقشے میں تعمیر کے رنگ بھرتی ہیں تاریخ کے آئینے میں ان کی خوبصورت تصویر ہمیشہ جاندار نظر آتی ہے جبکہ زندگی کو "ملتوی" کرنے والی قوموں کی بگڑی ہوئی نیم مردہ شکلیں زبانِ حال سے کہہ رہی ہوتی ہیں کہ ؎

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ!

ابتدائے آفرینش سے آج تک (بلکہ قیامت تک) تاریخ انسانی کے اوراق پہ ابھرنے والی سب سے روشن، واضح اور جاندار تصویر باعث تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جن کا ایک ایک لمحہ کتنی ہی طویل عمروں اور بھرپور زندگیوں کا حامل ہوتا تھا۔ انسان کسی ایک لمحے میں کتنی بھی ترقی کر سکتا ہے صرف آپؐ کی زندگی سے اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ وقت گذارنے کے سلسلے میں سب سے بڑا پیمانہ، حوالہ اور ریفرنس آپ ہی کی ذات ہے جس نے نسل انسانی کو سالوں کے فاصلے لمحوں میں طے کرنا سکھایا حتیٰ کہ جب آپؐ سوئے ہوتے تب بھی آپؐ کی روح ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ ترین مدارج طے کر رہی ہوتی۔ آپ کے غلاموں میں شامل ہونے کے ناطے آج جب کہ ہم سال ۱۹۹۱ء کو (ایک سیکنڈ کی تاخیر سے ہی بیشک) خوش آمدید کہہ چکے ہیں۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ کیا اس سال بھی وقت ہمیں گزار دے گا۔ یا ہم وقت کو کام میں لاکر اسے گزاریں گے۔ جبکہ ہم اس شخص کی جماعت میں بھی شامل ہیں جس کے متعلق ارشاد ہے کہ:۔

"تم وہ (امام ...۔ ناقل) ہو جس کا کوئی وقت ضائع نہیں جاتا۔"

اور آج جبکہ ہمارا پیارا آقا ہم سے دعائیہ رنگ میں یہ توقع باندھے ہوئے ہے کہ

ع نور کی شاہراہوں پہ آگے بڑھو۔ سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو۔ اگر ہم ہر لمحہ تعمیری انداز میں گذاریں گے (دینی اور دنیاوی دونوں طریق پر) تو یاد رکھیں کہ ہر گذرنے والا لمحہ ہماری انفرادی طبعی عمر میں تو کمی لا رہا ہوگا۔ مگر تاریخ کے اوراق پہ بننے والی ہماری انمٹ، روشن اور جاندار قومی شبیہہ ہر لمحہ کہہ رہی ہوگی کہ ع

گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور بڑھا دی!

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
مینجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

ہماری جماعت کے تعلیمی اور علمی حلقوں میں ایک نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے ۔ اور وہ نام ہے "صوفی بشارت الرحمٰن ایم ۔ اے" جنہوں نے تعلیم الاسلام کالج اور پھر گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج میں تقریباً ۴۰ سال تک تدریس کا کام کیا ۔ اور جب تعلیم الاسلام کالج میں عربی ایم ۔ اے کلاسز شروع ہوئیں تو آپ کی شبانہ روز محنت کے نتیجے میں یہاں کے طالب علم ۔ یونیورسٹی میں پہلی، دوسری، تیسری پوزیشنیں ۔ حاصل کرنے میں نمایاں نظر آنے لگے ۔ جہاں تک علمی حلقوں کا تعلق ہے آپ نہایت معروف ہیں ۔ آپ کے مضامین جن میں اچھوتے خیالات نمایاں ہوتے ہیں ۔ احباب سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں ۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ آسمان علم و ادب پر ایسے افراد کی اپنی چمک دمک ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے ۔

ہمیں یہ باتیں اس لئے کہنے کی ضرورت پڑی کہ آج ان کی ایک مختصر سی تحریر ملی ہے ۔ جسے ہم اس لئے نہیں کہ اس میں ہمارا ذکر ہے بلکہ اس لئے کہ یہ پروفیسر بشارت الرحمٰن کی تحریر ہے ۔ یہاں درج کرتے ہیں ۔

آپ نے لکھا ہے :۔

"آج ۳۔ جنوری ۱۹۹۱ کے الفضل میں آپ کی نظم پڑھی ۔ دل باغ باغ ہو گیا ۔ قطعہ بھی خوب خوب ہے ۔ ہدیہ تبریک قبول فرمائیں ۔ آپ کی یہ نظم پڑھ کر دل میں آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا میں بھی شعر کہہ سکتا ۔ شعر کہنے اور بات ہے اور ورسی فیکیشن اور چیز ہے ۔ موخر الذکر عمل تو یہ خاکسار بھی کر سکتا ہے ۔ مثلاً ایک منظوم سطر پیشِ خدمت ہے ۔ ہمارا یہ نورٌ علیٰ نورٌ سیفی ۔ بڑا نیک ہے ،
چشم بد دُور سیفی

خاکسار
بشارت الرحمٰن
(دفتر وکالت تعلیم)

ہماری خواہش ہے کہ محترم بشارت الرحمٰن صاحب ورسی فیکیشن ضرور کیا کریں ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ عام طور پر اسے زیادہ باوقار عمل نہیں سمجھا جاتا لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ ایک اچھا ادیب اور ایک اچھا عالم جب اس عمل میں سے گزرتا ہے تو اس کے ایسے ایسے خیالات منظر عام پر آتے ہیں کہ عام حالات میں کبھی سامنے نہ آتے جو لوگ ورسی فیکیشن بغیر کسی خاص یا اچھوتے خیال سے کرتے ہیں ان کا یہ عمل تو بے شک بہت عمدہ نہیں کہلا سکتا ۔ لیکن مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب نثر لکھیں گے تو اس میں بھی ان کے اچھوتے خیالات کا دخل ہوگا ۔ اور اگر ورسی فیکیشن کریں گے تو اس میں بھی ان کے نہایت بلند خیالات ۔ شامل ہوں گے آپ ورسی فیکیشن ضرور کریں ۔

بقیہ : ص۶ سے آگے

لفظ ہی کافی ہے ۔ کسی نے اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے ؎

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگِ ہمسایہ واعظ تو بس است

پس ان روزانہ موت کے نظاروں سے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے اور تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور کاہلی اور سستی میں وقت کو ضائع مت کرو ۔ مطالعہ کرو اور خوب کرو کہ بچہ سے لے کر جوان اور بوڑھے تک اور بھیڑ بکری ۔ اونٹ وغیرہ جس قدر جاندار چیزیں ہیں سب مرتے ہیں اور تم نے بھی ایک دن مرنا ہے ۔ پس وہ کیا بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے"

(خطبہ عید الفطر ۲۴۔ جنوری ۱۹۰۴ء)

اطفال کے مطالعہ کیلئے کتاب

○ جنوری میں اطفال کے لئے کتاب "سمندر کے عجائبات" مقرر ہے ۔ ناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ اطفال سے اس کتاب کا مطالعہ کروا کر مرکز میں رپورٹ کریں ۔

سیکرٹری تعلیم

شوکت حسین شوکت

خطرناک غلطیاں

۱۔ دوسروں کی موت کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے بری سمجھنا ۔

۲۔ اپنا راز کسی کو بتا کر اس کے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا ۔

۳۔ ہر شخص کے متعلق ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کر لینا ۔

۴۔ اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقلمند اور لائق آدمی تصور کرنا ۔

۵۔ کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی امید رکھنا

۶۔ اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا ۔ اور اولاد سے اس کی توقع رکھنا ۔

۷۔ لوگوں کی تکلیف میں حصہ نہ لینا اور پھر ان سے ہمدردی کی امید رکھنا ۔

۸۔ امتحان میں زیادہ دیر سمجھ کر کسی طالب علم کا محنت نہ کرنا ۔

۹۔ تمام نوجوانوں کو تجربہ کار خیال کرنا ۔

۱۰۔ تمام انسانوں کو اپنے خیال پر لگانے کی کوشش کرنا ۔

۱۱۔ اس خیال میں مست رہنا کہ میں ہمیشہ تندرست ۔ خوبصورت اور تونگر ہی رہونگا ۔

۱۲۔ ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کی توقع رکھنا ۔

۱۳۔ ادائیگی قرض کے متعلق دلفریب ذرائع آمدنی کا تصور باندھ کر غیر ضروری اخراجات کے لئے بے دھڑک قرض لینا ۔

۱۴۔ بیکاری میں آئندہ کے لئے خیالی پلاؤ پکانا اور خوش ہونا ۔

۱۵۔ اس نیت سے عیب کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کر کے چھوڑ دوں گا ۔

۱۶۔ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدائی عطیہ کا امیدوار رہنا ۔

۱۷۔ جو کام اپنے سے نہ ہو سکے ۔ اُسے سب کے لئے ناممکن خیال کرنا ۔

۱۸۔ بغیر کافی ذریعہ اطمینان کے محض کسی کی قسم پر اعتبار کرنا ۔

۱۹۔ بُرا کام کرتے وقت ۔ برا کلام کرتے وقت ۔ ہر دیوار کو کان اور ہر دروازہ کو آنکھ نہ سمجھنا ۔

۲۰۔ آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمانا ۔ اور ہر ایک شیریں زبان کو دوست سمجھ لینا ۔

۲۱۔ بنیادی اینٹ ٹیڑھی رکھ کر اس کے اوپر تعمیر ہونے والی دیوار کو سیدھا خیال کرنا ۔

۲۲۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں لاپرواہی اور غفلت برتنا ۔

آخری ایک بات

ایسا شخص جو ایک ہی رائے پر قائم اور ایک ہی اصول پر کاربند رہتا ہے وہ مردہ کی مانند ہے کیونکہ زندگی تغیّر کا ایک دوسرا نام ہے ۔ ہر نیا تجربہ، ہر نیا علم، انسان کی اندرونی کیفیات میں ایک تغیر پیدا کر دیتا ہے اور ایسے ہر تغیر کے بعد انسان کی ایک نئی پیدائش کا آغاز ہوتا ہے ۔ نافہم انسان تغیّر سے ڈرتے ہیں اور موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں ۔

مولانا محمد منور

ہم تو ہر دم .....

یکم صلح ۱۳۷۰ھ ہجری شمسی کو ہم فجر کی نماز کے بعد گھر واپس آرہے تھے کہ ایک نوجوان نے مجھے نئے سال کی مبارکباد دی ۔ میں نے اس کا جواب دیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ مبارکباد کے اصل مستحق تو آپ ہیں ۔ کیونکہ آپ نے آگے بڑھنا ہے ۔ ترقیات حاصل کرنی ہیں ہمارا تو اب اباؤٹ ٹرن کا وقت ہے ۔ ہر قدم کمزوری کی طرف بڑھ رہا ہے ۔

یہ کہہ کر میں گھر آگیا ۔ لیکن معاً خیال آیا کہ انفرادی کمزوری کے لحاظ سے تو یہ درست ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص روبہ انحطاط ہو ۔ مگر لیکن جماعتی حالت کو مدّنظر رکھتے ہوئے یوں کہنا صحیح نہیں ہو سکتا ۔ بجلی کی رفتار سے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شعر کا پہلا مصرعہ ذہن میں آیا ۔

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بلندی کی طرف

اس مضمون کی یاد دہانی کیلئے میں اپنے بزرگوں اور بھائیوں سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذاتی کمزوریوں کی طرف نگاہ نہ کریں ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا شکر ادا کریں اور اپنی نگاہیں اونچی اور ہمت بلند رکھیں ۔

سال میں تو بہت سے دن ہوتے ہیں ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ ایمان والوں کے دو دن بھی کبھی برابر نہیں ہوا کرتے ۔ ہمارا آج کا دن گذشتہ کل سے یقیناً اس لحاظ سے بہتر ہے کہ ہم نے زیادہ نیکیاں کر کے خدا تعالیٰ کے قرب کو کل کی نسبت آج زیادہ پا لیا ہے ۔ اور یہی روحانی ترقی ہمارا مدّعا ہے ۔ ورنہ انفرادی طور پر تو ابتدائے عالم سے لوگ پیدا ہوتے اور مرتے رہے

باقی ص۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل ۲۷۸۶۷ میں نورحیاتی قدوس زوجہ عبدالقدوس احمد صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت ۱۹۸۲ء ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۱/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ۱۴۰ مربع میٹر مالیتی -/500.000 روپے (۲) سلائی مشین مالیتی -/50.000 روپے (۳) حق مہر -/50.000 میزان کل جائیداد مالیتی -/600.000 روپے اس وقت مجھے مبلغ -/20.000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ نورحیاتی قدوس زوجہ عبدالقدوس احمد صاحب انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱ عبدالقدوس احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲ YON SOP و YAN B.A انڈونیشیا۔

مسل ۲۷۸۶۸ HOLIL S/O KOH- و IR پیشہ تجارت عمر ۳۴ سال بیعت ۱۹۶۵ ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ایک گھڑی سٹیزن مالیتی -/25.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/50.000 روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے العبد HOLIL S/O KOHIR انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱ ALMAN FAJR انڈونیشیا گواہ شد نمبر۲ - WARIDIN انڈونیشیا۔

مسل ۲۷۸۶۹ MRS. ENGKUN و KURNIATI W/O A HANAFI YUDHANA پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت ۱۹۷۸ء ساکن GARUT-44112 JABAR انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر -/100.000 روپے۔ (۱) اس وقت مجھے مبلغ -/40.000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MRS ENGKUN - KURNIATI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱ A. HANAFI YUDHANA خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲ - RD. ROESTANDI ANGGAWIRIA انڈونیشیا۔

مسل ۲۷۸۷۰ MRS. HADIRAH و DAENG TAMENE W/O ABAS DAENG پیشہ زراعت و تجارت عمر ۴۶ سال بیعت ۱۹۶۳ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر -/300.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/15.000 روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں اور مبلغ -/180.000 روپے سالانہ آمد از زمینداره ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MRS HADIRAH DAENG TAMENE انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱ - ABUS DAENG PA TANGA خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲ HAYUDDIN انڈونیشیا۔

مسل ۲۷۸۷۱ - MRS. MUZA و YANAH W/O JASIN AL-HADI پیشہ تجارت عمر ۴۹ سال بیعت ۱۹۵۸ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زمین مالیتی -/2.000.000 (۲) ایک چھوٹی سی دکان مالیتی -/500.000 روپے (۳) دو طلائی زیورات مالیتی -/100.000 روپے۔ حق مہر -/50.000 روپے اس وقت مجھے مبلغ -/30.000 روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں اور مبلغ -/30.000 روپے ششماہی آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست اپنی حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MUZAYANAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱- MIRAJUDINSY S/O MAD SARIP انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲ - HAMID MACHMUD.S S/O HAMID ACHMAD SUKARJO انڈونیشیا۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم عبدالرشید صاحب درویش جرمنی میں بعارضہ قلب تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔

○ مکرم محمد عثمان صاحب قمر دارالعلوم غربی ربوہ کی ٹانگ کی ہڈی ایک حادثہ میں ٹوٹ گئی ہے۔

○ مکرم عبدالمجیب صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ کا ہرنیا کا آپریشن فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوا ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالقیوم صاحب دارالصدر غربی ربوہ گذشتہ تین ماہ سے بیمار ہیں۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ولادت

○ مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب۔ فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۹۰ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام فائقہ عطا فرمایا ہے۔ یہ بچی مکرم محمد رشید صاحب اسلام آباد کی پوتی اور مکرم چوہدری محمد منیر صاحب سنوری کی نواسی ہے اور مکرم محمد اسماعیل صاحب سابق ہیڈ کاتب الفضل۔ ربوہ کی پڑپوتی ہے۔

احباب نومولودہ کی صحت اور درازئ عمر کے لئے دعا کریں۔

تبدیلی نام

میں نے اپنی بیٹی مریم صدیقہ کا نام تبدیل کر کے صدیقہ مسعود رکھ لیا ہے۔ اس لئے آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے

اختر النساء والدہ صدیقہ مسعود
A-6/1، دارالصدر شمالی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم القرآن

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں :۔

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالےٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا؟"

(خطبہ جمعہ الفضل ۳ فروری ۶۶ء)

نیز فرمایا :۔

"ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے آپ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد کو پہلے قرآن ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ سکھائیں اور پھر ان کے لئے ایسا ماحول پیدا کریں کہ قرآن کریم کی محبت اور عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔"

(خطبہ جمعہ الفضل ۳ فروری ۶۶ء)

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں تمام احمدی والدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اس بنیادی ذمہ داری کو کما حقہ' ادا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

بقیہ : صہ سے آگے

ٹیلیفون کنکشن مل جانا چاہیئے۔ ہمارے خیال میں اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ باہر کام کرنے والوں کو اپنے والدین اور عزیز و اقارب کی زیادہ خدمت کا موقعہ ملے گا۔ کیونکہ وہ کوشش کریں گے کہ جلد از جلد یہ رقم پاکستان بھیجیں تاکہ انہیں ٹیلیفون کی سہولت میسر آسکے۔

بقیہ : ص۶ سے آگے

ہیں۔

یہ بھی یاد دلانا ضروری ہے کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا محمود نے ہجری شمسی سال کا آغاز فرمایا تھا۔ جسکے بہت سے فوائد ہیں۔ اس سال کے بارہ مہینوں کے نئے نام تجویز فرمائے تھے جنہیں یاد رکھنا ہماری نئی نسل کیلئے ضروری ہے۔

اس طرف توجہ دلانے کیلئے حضرت سیدنا ناصر نے فرمایا تھا کہ جس خط یا چٹھی پر صرف انگریزی تاریخ۔ مہینہ اور سال لکھا ہوگا اور ہجری شمسی مہینے یا سال کو نظر انداز کر دیا گیا ہوگا۔ وہ میرے سامنے پیش نہ ہو۔ اسے استعمال کرنا چاہیئے اور ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے جو راہیں مقرر فرمائی تھیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی انحراف نہیں کرنا چاہیئے۔

نئے سال سے چند دن پہلے میں نے ایک مخلص دوست کو نئے سال کی مبارکباد پیش کی تو انہوں نے کہا۔ ہوگا نیا سال عیسائیوں کے لئے مبارک میں نے انہیں یاد دلایا کہ ہجری شمسی سال ۱۳۷۰ھ شروع ہونے والا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارا بھی اس میں حصہ ہے۔ اس پر انہیں یاد آیا اور انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور شکریہ بھی ادا کیا۔

ہمارے ہجری شمسی سال کا پہلا مہینہ صلح ہے اس لحاظ سے ہم امید کرتے ہیں اور دعا بھی کہ اللہ تعالیٰ اس نئے سال کے پہلے مہینے کی برکت سے اقوامِ عالم کو باہم صلح اور امن سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہولناک اور مہلک ترین جنگ کے تمام امکانات معدوم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پیاری جماعت کو بھی اس نئے سال میں غیر معمولی ترقیات بخشے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ صوبہ پنجاب اور سندھ کے محکمہ خوراک کے وزراء کے ایک مشترکہ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ پنجاب سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار میٹرک ٹن گندم صوبہ سندھ کی ضروریات کے لئے بھیجی جائے گی۔ اور یہ منتقلی فوری طور پر شروع ہو جائے گی۔

○ وفاقی کابینہ نے اپنے ایک اجلاس میں نجی شعبہ کو جہازرانی میں شامل کرنے کے لئے ایک ماہ کے اندر درخواستیں طلب کر لی ہیں۔ اس کے علاوہ واپڈا کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ توانائی کا ضیاع روکنے کے لئے اپنا انتظامی ڈھانچہ بہتر بنائے

○ مسلم کمرشل بینک نجی شعبے کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ وزیرِ اعظم پاکستان نے ایک سادہ تقریب میں اس بینک کی پرائیویٹائزیشن کا اعلان کیا۔

○ وزیرِ اعظم نے کہا ہے کہ نئی روشنی سکیم کے ملازمین کو جلد ہی بحال کر دیا جائے گا۔

○ آغا صادق گنجی کے مبینہ قاتل حق نواز کے متعلق ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ وہ ابھی بیان دینے کے قابل نہیں ہے اس بنا پر کیس کی سماعت مزید ملتوی کر دی گئی۔

○ ضمنی انتخابات میں جھنگ کے پی۔ ٹی۔ ۱ کے صوبائی امیدوار صوفی اشرف احتجاجاً دستبردار ہو گئے ہیں۔

○ جہلم کے قریب یونائیٹڈ بینک کی مدد کلاس برانچ میں مسلح ڈاکوؤں نے عملے کے افراد کو ایک کمرے میں بند کر کے ایک لاکھ ۶۵ ہزار روپے لوٹ لئے اور فرار ہو گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ جنیوا میں خلیج کے متعلق ہونے والے امریکہ اور عراق کے مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں۔ چھ گھنٹے کی گفتگو کے بعد امریکی وزیرِ خارجہ نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ عراق نے اپنے مؤقف میں کسی لچک کا اظہار نہیں کیا۔ عراقی وزیرِ خارجہ نے کہا کہ ہمارے درمیان سنگین نوعیت کے اختلافات موجود ہیں۔

○ جنیوا میں مذاکرات کے موقعہ پر امریکی وزیرِ خارجہ نے صدر بش کا ایک خط جو صدر صدام کے نام تھا عراقی وزیر کو پیش کیا۔ جو انہوں نے سرسری مطالعہ کے بعد یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ اس میں جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ دو سربراہانِ مملکت کے درمیان خط و کتابت کے لئے نامناسب ہے۔ بعد میں یہ خط عراقی سفارت خانہ کے ذریعہ بھجوانے کی کوشش کی گئی مگر وہاں بھی اسے مسترد کر دیا گیا۔

○ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل فوری طور پر بغداد جا رہے ہیں تاکہ امریکہ عراق مذاکرات کی ناکامی کے بعد وہ جنگ روکنے کی کوشش میں اپنا رول ادا کر سکیں۔ عراقی حکومت نے انہیں خوش آمدید کہنے کا اعلان کیا ہے۔

○ امریکی صدر نے ایک انتظامی حکم جاری کیا ہے جس کی رو سے جنگ کی صورت میں تمام ملکی وسائل پر جن میں صنعتیں اور تیل وغیرہ بھی شامل ہیں حکومت کو مکمل کنٹرول حاصل ہو جائے گا۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر : ۴۳۱ آفس : ۵۲۱

آپ کا اپنا کمپوزنگ سنٹر ــــــ کتب، رسالہ جات، میگزین کی اردو انگلش
ــــ کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر اعلیٰ کوالٹی میں کروانے کیلئے تشریف لاویں
سلور لنک کمپیوٹنگ سنٹر
رضیہ محل ۲ رائل پارک ۔ لاہور فون : ۸۶۹۸۸۷
○ ۔ پابندیٔ وقت ہمارا نصب العین ہے
ربوہ میں رابطہ :۔
انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس
فون : ۳۴۳